دنیا ہی میں کافر اور مسلم کی زندگی میں فرق نہ ہوا تو آخرت میں انکے انجام میں فرق کیسے ہو سکتا ہے؟

اب یہ سوال سامنے آتا ہے کہ وہ کونسا علم ہے جو کلمۂ طیبہ انسان کو سکھاتا ہے، اور اس علم کو سیکھنے کے بعد مسلمان کے عمل اور کافر کے عمل میں کیا فرق ہو جاتا ہے؟ دیکھیے! پہلی بات جو اس کلمہ سے آپ کو معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ اللہ کے بندے ہیں اور کسی کے بندے نہیں ہیں۔ یہ بات جب آپ کو معلوم ہو گئی تو خود بخود آپ کو یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ آپ جس کے بندے ہیں، دنیا میں آپ کو اسی کی مرضی کے مطابق عمل کرنا چاہیے کیونکہ اسکی مرضی کے خلاف اگر آپ چلینگے تو یہ اپنے مالک سے بغاوت ہوگی۔ اس علم کے بعد دوسرا علم آپ کو کلمہ سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ بات جب آپ کو معلوم ہو گئی، تو اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی آپ کو خود بخود معلوم ہو گئی کہ اللہ کے رسول نے دنیا کی کھیتی میں کانٹوں اور زہریلے پھلوں کے بجائے پھولوں اور میٹھے پھلوں کا باغ لگانا جس طرح سکھایا ہے اسی طرح آپ کو باغ لگانا چاہیے۔ اگر آپ اسی طریقہ کی پیروی کرینگے تو آخرت میں آپکو اچھی فصل ملیگی۔ اور اگر اس کے خلاف عمل کرینگے تو دنیا میں کانٹے بوئینگے اور آخرت میں کانٹے ہی پائینگے۔

یہ علم حاصل ہونے کے بعد لازم ہے کہ آپ کا عمل بھی اس علم کے مطابق ہو۔ اگر آپ کو یقین ہے کہ ایک دن مرنا ہے، اور مرنے کے بعد پھر ایک دوسری زندگی ہے، اور اس زندگی میں آپ کو اسی فصل پر گذر کرنا ہوگا جسے آپ زندگی میں تیار کر کے جائینگے، تو پھر یہ ناممکن ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر کوئی دوسرا طریقہ اختیار کر سکیں۔ دنیا میں آپ کھیتی باڑی کیوں کرتے ہیں؟ اسی لیے کہ آپ کو یقین ہے کہ اگر کھیتی باڑی نہ کی تو غلہ پیدا نہ ہوگا، اور غلہ نہ پیدا ہو تو بھوکے مر جائینگے۔ اگر آپ کو اس بات کا یقین نہ ہوتا اور آپ یہ سمجھتے کہ کھیتی باڑی کے بغیر ہی غلہ پیدا ہو جائیگا، یا غلہ کے بغیر بھی آپ بھوک سے بچ جائینگے، تو ہرگز آپ کھیتی باڑی میں یہ

محنت نہ کرتے - بس اسی پر اپنے حال کو بھی قیاس کر لیجیے - جو شخص زبان سے کہتا ہے کہ خدا کو میں اپنا مالک، اور رسولِ پاک کو خدا کا رسول مانتا ہوں اور آخرت کی زندگی کو بھی مانتا ہوں، مگر عمل اس کا قرآن کی تعلیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے، اسکے متعلق یہ سمجھ لیجیے کہ درحقیقت اس کا ایمان کمزور ہے - اسکو جیسا یقین اپنی کھیتی میں کاشت نہ کرنے کے برے انجام کا ہے، اگر ویسا ہی یقین آخرت کی فصل تیار نہ کرنے کے برے انجام کا بھی ہو، تو وہ کبھی اس کام میں غفلت نہ کرے - کوئی شخص جان بوجھ کر اپنے حق میں کانٹے نہیں بوتا - کانٹے وہی بوتا ہے جسے یہ یقین نہیں ہوتا کہ جو چیز بو رہا ہے اس سے کانٹے پیدا ہونگے اور وہ کانٹے اسکو تکلیف دینگے - آپ جان بوجھ کر اپنے ہاتھ میں آگ کا انگارہ نہیں اٹھاتے - کیونکہ آپکو یقین ہے کہ یہ جلا دیگا - مگر ایک بچہ آگ میں ہاتھ ڈال دیتا ہے، کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم نہیں ہے کہ اسکا انجام کیا ہوگا -

---

مسلمان کسے کہتے ہیں؟

برادران اسلام! آج میں آپ کے سامنے مسلمان کی صفات بیان کرونگا۔ یعنی یہ بتاؤنگا کہ مسلمان ہونے کے لیے کم سے کم شرطیں کیا ہیں۔ آدمی کو کم از کم کیا ہونا چاہیے کہ وہ مسلمان کہلائے جانے کے قابل ہو۔

اس بات کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے آپ کو یہ جاننا چاہیے کہ کفر کیا ہے اور اسلام کیا ہے۔ کفر یہ ہے کہ آدمی خدا کی فرماں برداری سے انکار کردے، اور اسلام یہ ہے کہ آدمی صرف خدا کا فرماں بردار رہو، اور ہر ایسے طریقے، یا قانون، یا حکم کو ماننے سے انکار کردے جو خدا کی بھیجی ہوئی ہدایت کے خلاف ہو۔ اسلام اور کفر کا یہ فرق قرآن مجید میں صاف صاف بیان کردیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ (المائدہ - ۷) یعنی "جو شخص خدا کی اتاری ہوئی ہدایت کے مطابق فیصلہ نہ کرے، ایسے ہی لوگ دراصل کافر ہیں"

فیصلہ کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ عدالت میں جو مقدمہ جائے، بس اسی کا فیصلہ خدا کی کتاب کے مطابق ہو۔ بلکہ دراصل فیصلہ سے مراد وہ فیصلہ ہے جو ہر شخص اپنی زندگی میں ہر وقت کیا کرتا ہے۔ ہر موقع پر تمہارے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ فلاں کام کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ فلاں بات اِس طرح کی جائے یا اُس طرح کی جائے؟ فلاں معاملہ میں یہ طریقہ اختیار کیا جائے یا وہ طریقہ اختیار کیا جائے؟ ایسے تمام موقعوں پر ایک طریقہ خدا کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت بتاتی ہے۔ اور دوسرا طریقہ انسان کے اپنے نفس کی خواہشات، یا باپ دادا کی رسمیں، یا انسانوں کے بنائے ہوئے قانون

بناتے ہیں۔ اب جو شخص خدا کے بتائے ہوئے طریقہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے طریقہ کے مطابق کام کرنے کا فیصلہ کرتا ہے وہ دراصل کفر کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ اگر اس نے اپنی ساری زندگی ہی کے لیے یہی ڈھنگ اختیار کیا ہو تو وہ پورا کافر ہے۔ اور اگر وہ بعض معاملات میں تو خدا کی ہدایت کو مانتا ہو اور بعض میں اپنے نفس کی خواہشات کو یا رسم و رواج کو یا انسانوں کے قانون کو خدا کے قانون پر ترجیح دیتا ہو، تو جس قدر بھی وہ خدا کے قانون سے بغاوت کرتا ہے اسی قدر کفر میں مبتلا ہے کوئی آدھا کافر ہے۔ کوئی چوتھائی کافر ہے۔ کسی میں دسواں حصہ کفر کا ہے اور کسی میں بیسواں حصہ غرض جتنی خدا کے قانون سے بغاوت ہے اتنا ہی کفر بھی ہے۔

اسلام اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ آدمی صرف خدا کا بندہ ہو۔ نہ نفس کا بندہ۔ نہ باپ دادا کا بندہ۔ نہ خاندان اور قبیلہ کا بندہ۔ نہ مولوی صاحب اور پیر صاحب کا بندہ۔ نہ زمیندار صاحب اور تحصیلدار صاحب اور مجسٹریٹ صاحب کا بندہ۔ نہ خدا کے سوا کسی اور صاحب کا بندہ۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران - ۷)

یعنی اے نبی! اہل کتاب سے کہو کہ آؤ، ہم تم ایک ایسی بات پر اتفاق کریں جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، یعنی جو تمہارے نبی بھی بتا گئے ہیں، اور خدا کا نبی ہونے کی حیثیت سے میں بھی وہی بات کہتا ہوں۔ وہ بات یہ ہے کہ ایک تو ہم اللہ کے سوا کسی کے بندے بن کر نہ رہیں۔ دوسرے یہ کہ خدائی میں کسی کو شریک نہ کریں۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی انسان کسی انسان کو اللہ کے بجائے اپنا مالک اور اپنا آقا نہ بنائے۔ یہ تین باتیں اگر وہ نہیں مانتے تو ان سے کہدو کہ گواہ رہو، ہم تو مسلمان ہیں۔ یعنی ہم ان تینوں باتوں کو مانتے ہیں۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَ لَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ -

یعنی "کیا وہ خدا کی اطاعت کے سوا کسی اور کی اطاعت چاہتے ہیں - حالانکہ خدا وہ ہے کہ زمین اور آسمان کی ہر چیز چار و ناچار اسی کی اطاعت کر رہی ہے اور سب کو اسی کی طرف پلٹنا ہے"

ان دونوں آیتوں میں ایک ہی بات بیان کی گئی ہے - یعنی یہ کہ اصلی دین خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے - خدا کی عبادت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ بس پانچ وقت اسکے آگے سجدہ کر لو - بلکہ اسکی عبادت کے معنی یہ ہیں کہ رات دن میں ہر وقت اسکے احکام کی اطاعت کرو - جس چیز سے اس نے منع کیا ہے اس سے رک جاؤ - جس چیز کا اس نے حکم دیا ہے، اس پر عمل کرو - ہر معاملہ میں یہ دیکھو کہ خدا کا کیا حکم ہے - یہ نہ دیکھو کہ تمہارا اپنا دل کیا کہتا ہے، تمہاری عقل کیا کہتی ہے، باپ دادا کیا کر گئے ہیں، خاندان اور قبیلہ والوں کی کیا مرضی ہے، جناب مولوی صاحب قبلہ اور جناب پیر صاحب قبلہ کیا فرماتے ہیں، اور فلاں صاحب کا کیا حکم ہے اور فلاں صاحب کی کیا مرضی ہے - اگر تم نے خدا کے حکم کو چھوڑ کر کسی کی بات بھی مانی تو گویا خدائی میں اس کو شریک کیا - اس کو وہ درجہ دیا جو صرف خدا کا درجہ ہے - حکم دینے والا تو صرف خدا ہے - اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ - بندگی کے لائق تو صرف وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، اور جسکے بل بوتے پر تم زندہ ہو - زمین اور آسمان کی ہر چیز اسی کی اطاعت کر رہی ہے - کوئی پتھر کسی پتھر کی اطاعت نہیں کرتا - کوئی درخت کسی درخت کی اطاعت نہیں کرتا - کوئی جانور کسی جانور کی اطاعت نہیں کرتا - پھر کیا تم جانوروں اور درختوں اور پتھروں سے بھی گئے گذرے ہو گئے کہ وہ تو صرف خدا کی اطاعت کریں، اور تم خدا کو چھوڑ کر انسانوں کی اطاعت کرو ــــــ یہ ہے وہ بات جو قرآن کی ان دونوں آیتوں میں بیان فرمائی گئی ہے -

اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کفر اور گمراہی دراصل نکلتی کہاں سے ہے - قرآن مجید

ہم کو بتاتا ہے کہ اس کمبخت بلا کے آنے کے تین راستے ہیں :

پہلا راستہ انسان کے اپنے نفس کی خواہشات ہیں :-

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (القصص - ۵)	یعنی "اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جس نے خدا کی ہدایت کے بجائے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی - ایسے ظالم لوگوں کو خدا ہدایت نہیں دیتا"

مطلب یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر انسان کو گمراہ کرنے والی چیز انسان کے اپنے نفس کی خواہشات ہیں - جو شخص خواہشات کا بندہ بن گیا، اسکے لیے خدا کا بندہ بننا ممکن ہی نہیں وہ تو ہر وقت یہ دیکھے گا کہ مجھے روپیہ کس کام میں ملتا ہے، میری عزت اور شہرت کس کام میں ہوتی ہے، مجھے لذت اور لطف کس کام میں حاصل ہوتا ہے، مجھے آرام اور آسائش کس کام میں ملتی ہے - بس یہ چیزیں جس کام میں ہونگی اُسی کو وہ اختیار کریگا، چاہے خدا اس سے منع کرے - اور یہ چیزیں جس کام میں نہ ہوں، اسکو وہ ہرگز نہ کریگا، چاہے خدا اس کا حکم دے - تو ایسے شخص کا خدا اللہ تبارک و تعالیٰ نہ ہوا، اس کا اپنا نفس ہی اس کا خدا ہو گیا - اس کو ہدایت کیسے مل سکتی ہے ؟ اسی بات کو دوسری جگہ قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے :

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا - اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ - اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا -	یعنی "اے نبی، تم نے اس شخص کے حال پر غور بھی کیا جس نے اپنے نفس کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا ہے ؟ تم کیا ایسے شخص کی نگرانی کر سکتے ہو - کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے بہت سے لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں ؟ ہرگز نہیں - یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے"

نفس کے بندے کا جانوروں سے بدتر ہونا ایسی بات ہے جس میں کسی شک کی گنجائش ہی

نہیں ہے - کوئی جانور آپ کو ایسا نہ ملیگا جو خدا کی مقرر کی ہوئی حد سے آگے بڑھتا ہو - ہر جانور وہی چیز کھاتا ہے جو خدا نے اُسکے لیے مقرر کی ہے - اسی قدر کھاتا ہے جس قدر اُسکے لیے مقرر کی ہے - اور جتنے کام جس جانور کے لیے مقرر ہیں بس وہ اتنے ہی کرتا ہے - مگر یہ انسان ایسا جانور ہے کہ جب یہ اپنی خواہش کا بندہ بنتا ہے تو وہ حرکتیں کر گذرتا ہے جن سے شیطان بھی پناہ مانگے -

یہ تو گمراہی کے آنے کا پہلا راستہ ہے - دوسرا راستہ یہ ہے کہ باپ دادا سے جو رسم و رواج جو عقیدے اور خیالات، جو رنگ ڈھنگ چلے آرہے ہوں، آدمی اُن کا غلام بن جائے اور خدا کے حکم سے بڑھ کر ان کو سمجھے، اور اگر ان کے خلاف خدا کا حکم اسکے سامنے پیش کیا جائے تو کہے کہ میں تو وہی کرونگا جو میرے باپ دادا کرتے تھے اور جو میرے خاندان اور قبیلہ کا رواج ہے - جو شخص اس مرض میں مبتلا ہے وہ خدا کا بندہ کب ہوا؟ اسکے خدا تو اسکے باپ دادا اور اسکے خاندان اور قبیلے کے لوگ ہیں - اسکو یہ جھوٹا دعویٰ کرنے کا کیا حق ہے کہ میں مسلمان ہوں؟ قرآن کریم میں اس پر بھی بڑی سختی کے ساتھ تنبیہ کی گئی ہے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاءَنَا - اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ (البقرہ - ۲۱)	اور جب کبھی ان سے کہا گیا کہ جو حکم خدا نے بھیجا ہے اسکی پیروی کرو، تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم تو اس بات کی پیروی کرینگے جو ہمیں باپ دادا سے ملی ہے - اگر ان کے باپ دادا کسی بات کو نہ سمجھتے ہوں اور راہِ راست پر نہ ہوں تو کیا یہ پھر بھی انہی کی پیروی کیے چلے جائینگے؟"

دوسری جگہ فرمایا:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا	اور جب کبھی ان سے کہا گیا کہ آؤ اس فرمان کی طرف جو خدا نے بھیجا ہے، اور آؤ رسول کے طریقہ کی طرف، تو انہوں نے

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (المائدہ - ۱۴)

کہا کہ ہمارے لیے تو بس وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا یہ باپ دادا ہی کی پیروی کیے چلے جائینگے چاہے اُن کو کسی بات کا علم نہ ہو اور وہ سیدھے راستے پر نہ ہوں؟ اے ایمان لانے والو تمکو تو اپنی فکر ہونی چاہیے۔ اگر تم سیدھے راستہ پر لگ جاؤ تو کسی دوسرے کی گمراہی سے تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا پھر آخر کار سب کو خدا کی طرف واپس جانا ہے ۔ اس وقت خدا تم کو تمہارے اعمال کا نیک و بد سب دکھا دیگا"

یہ ایسی گمراہی ہے جس میں تقریباً ہر زمانے کے جاہل لوگ مبتلا رہے ہیں، اور ہمیشہ خدا کے رسولوں کی ہدایت کو ماننے سے یہی چیز انسان کو روکتی رہی ہے۔ حضرت موسیٰ نے جب لوگوں کو خدا کی شریعت کی طرف بلایا تھا، اس وقت بھی لوگوں نے یہی کہا تھا۔

أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا (یونس - ۸)

"کیا تو ہمیں اس راستہ سے ہٹانا چاہتا ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے؟"

حضرت ابراہیم نے جب اپنے قبیلے والوں کو شرک سے روکا تو انہوں نے بھی یہی کہا تھا:

وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ (الانبیاء - ۵)

"ہم نے تو اپنے باپ دادا کو انہی خداؤں کی بندگی کرتے ہوئے پایا ہے"

غرض اسی طرح ہر نبی کے مقابلے میں لوگوں نے یہی حجت پیش کی ہے کہ تم جو کہتے ہو یہ ہمارے باپ دادا کے طریقہ کے خلاف ہے، اسلیے ہم اسے نہیں مانتے۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد ہے:۔

وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ

یعنی "ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ جب کبھی ہم نے کسی بستی میں کسی ڈرانے والے یعنی پیغمبر کو بھیجا تو اُس بستی کے کھانے پینے لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا

آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ - قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ - فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ (الزخرف - ۲)

کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہی کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ پیغمبر نے ان سے کہا کہ اگر میں اس سے بہتر بات بتاؤں جس پر تم نے باپ دادا کو پایا ہے تو کیا پھر بھی تم باپ دادا ہی کی پیروی کیے چلے جاؤ گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کو نہیں مانتے جو تم لے کر آئے ہو۔ بس جب انہوں نے یہ جواب دیا تو ہم نے بھی ان کو خوب سزا دی اور اب دیکھ لو کہ ہمارے احکام کو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یا تو باپ دادا ہی کی پیروی کرلو یا پھر ہمارے ہی حکم کی پیروی کرو۔ یہ دونوں باتیں ایک ساتھ نہیں ہوسکتیں۔ مسلمان ہونا چاہتے ہو تو سب کو چھوڑ کر صرف اس بات کو مانو جو ہم نے بتائی ہے :-

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ - وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ - وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا (لقمان - ۳)

یعنی جب ان سے کہا گیا کہ اس حکم کی پیروی کرو جو خدا نے بھیجا ہے تو انہوں نے کہا کہ "نہیں ہم تو اس بات کی پیروی کرینگے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے"، چاہے شیطان انکو عذاب جہنم ہی کی طرف کیوں نہ بلا رہا ہو۔ جو کوئی اپنے آپ کو بالکل خدا کے سپرد کردے اور نیکوکار ہو اس نے تو مضبوط رسی تھام لی اور آخرکار تمام معاملات خدا کے ہاتھ میں ہیں اور جس نے اس سے انکار کیا تو اے نبی تم کو اسکے کفر سے رنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ سب ہماری طرف واپس آنے والے ہیں پھر ہم انہیں انکے اعمال کا نتیجہ دکھا دینگے"۔

یہ گمراہی کے آنے کا دوسرا راستہ تھا۔ تیسرا راستہ قرآن نے یہ بتایا ہے کہ انسان جب

خدا کے حکم کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کا حکم ماننے لگتا ہے، اور یہ خیال کرتا ہے کہ فلاں شخص بڑا آدمی ہے، اسکی بات پکی ہوگی، یا فلاں شخص کے ہاتھ میں میری روٹی ہے اسیلیے اسکی بات ماننی چاہیے یا فلاں شخص بڑا صاحب اقتدار ہے اسیلیے اسکی فرمانبرداری کرنی چاہیے، یا فلاں صاحب اپنی بد دعا سے مجھے تباہ کر دینگے یا اپنے ساتھ جنت میں لے جائینگے، اسیلیے جو وہ کہیں وہی صحیح ہے، یا فلاں قوم بڑی ترقی کر رہی ہے اسیلیے اسکے طریقے اختیار کرنے چاہییں، تو ایسے شخص پر خدا کی ہدایت کا راستہ بند ہو جاتا ہے :-

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (الانعام-۱۴)

"اور اگر تو نے ان بہت سے لوگوں کی اطاعت کی جو زمین میں رہتے ہیں تو وہ تجھ کو خدا کے راستے سے بھٹکا دینگے"

یعنی آدمی سیدھے راستہ پر اُس وقت ہو سکتا ہے جب اس کا ایک خدا ہو۔ سینکڑوں ہزاروں خدا جس نے بنا لیے ہوں، اور جو کبھی اِس خدا کے کہے پر اور کبھی اُس خدا کے کہے پر چلتا ہو، وہ سیدھا راستہ کہاں پا سکتا ہے۔

اب آپ کو معلوم ہو گیا کہ گمراہی کے تین بڑے بڑے سبب ہیں۔

ایک نفس کی بندگی۔

دوسرے، باپ دادا اور خاندان اور قبیلے کے رواجوں کی بندگی۔

تیسرے، عام طور پر دنیا کے لوگوں کی بندگی جن میں دولت مند لوگ، اور حکام وقت، اور بناوٹی پیشوا، اور گمراہ قومیں، سب ہی شامل ہیں۔

یہ تین بڑے بڑے بُت ہیں۔ جو خدائی کے دعویدار بنے ہوئے ہیں۔ جو شخص مسلمان بننا چاہتا ہو اسکو سب سے پہلے ان تینوں بتوں کو توڑنا چاہیے، پھر وہ حقیقت میں مسلمان ہو جائیگا ورنہ جس نے یہ تینوں بت اپنے دل میں بٹھا رکھے ہوں، اس کا بندۂ خدا ہونا مشکل ہے۔ وہ دن میں

پچاس وقت کی نمازیں پڑھکر اور دکھاوے کے روزے رکھ کر، اور مسلمانوں کی سی شکل بنا کر انسانوں کو دھوکا دے سکتا ہے، خود اپنے نفس کو بھی دھوکا دے سکتا ہے کہ میں پکا مسلمان ہوں، مگر خدا کو دھوکا نہیں دے سکتا۔

بھائیو! آج میں نے آپکے سامنے جن تین بتوں کا ذکر کیا ہے انکی بندگی اصلی شرک ہے۔ آپ نے پتھر کے بت توڑ دیئے۔ اینٹ اور چونے سے بنے ہوئے بت خانے ڈھا دیئے۔ مگر سینوں میں جو بت خانے بنے ہوئے ہیں، انکی طرف کم توجہ کی۔ سب سے زیادہ ضروری، بلکہ مسلمان ہونے کیلیے اولین شرط، ان بتوں کو توڑنا ہے۔ اگرچہ میرا خطاب تمام مسلمانوں سے ہے، اور مجھے یقین ہے کہ ساری دنیا اور تمام ہندوستان میں مسلمان جس قدر نقصان اٹھا رہے ہیں وہ انہی تین بتوں کی پوجا کا نتیجہ ہے، مگر چونکہ اس وقت میرے سامنے میرے پنجابی بھائی ہیں، اسلیے میں خاص طور پر ان سے کہتا ہوں کہ آپ کی تباہی اور آپ کی ذلت اور مصیبت کی جڑ یہ تین چیزیں ہیں جو آپنے ابھی مجھ سے سُنی ہیں۔ آپ اس پنجاب کی سرزمین میں ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ ہیں۔ اس صوبہ کی آبادی میں آدھے سے زیادہ آپ ہیں اور آدھے سے کم میں دوسری قومیں ہیں۔ مگر اتنی بڑی قوم ہونے کے باوجود یہاں آپ کا کوئی وزن نہیں۔ بعض نہایت قلیل التعداد قوموں کا وزن آپ سے بڑھ کر ہے۔ اسکی وجہ پر بھی آپنے کبھی غور کیا؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ نفس کی بندگی، خاندانی رواجوں کی بندگی، اور خدا کے سوا دوسرے انسانوں کی بندگی نے آپ کی طاقت کو اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔

آپ میں راجپوت ہیں، گکھڑ ہیں، مغل ہیں، جاٹ ہیں، اور بہت سی قومیں ہیں۔ اسلام نے ان سب قوموں کو ایک قوم، ایک دوسرے کا بھائی، ایک پختہ دیوار بننے کے لیے کہا تھا جسکی اینٹ سے اینٹ جُڑی ہوئی ہو۔ مگر آپ اب بھی وہی پرانے ہندوانہ خیالات لیے ہوئے بیٹھے ہیں۔ جس طرح ہندوؤں میں الگ الگ گوتریں ہیں، اسی طرح آپ میں بھی اب تک قبیلے قبیلے الگ ہیں۔ آپس میں مسلمانوں کی